نقشہ جمالِ مصطفیٰ ﷺ قرآن کے تناظر میں

Sketch of the Beauty of Holy Prophet (PBUH) in the Context of Quran

*Afia Abbas

** Dr. Muhammad Tahir Mustafa

Abstract

Holy Prophet (PBUH) had so infinite beauty that cannot be completely described by finite words on earth. It is impossible to comprehend the interminable and immense beauty of the Holy Prophet (PBUH). The example of the beauty of the Prophet (PBUH) is like the endless sea in which one and a half waves bounce and show themselves and no one can descend into the depths of the sea which is spread far and wide. The Creator of the universe has acknowledged His beauty in the Holy Qur'an. Many attributes of the Prophet (PBUH) are mentioned in verses of the Quran that depicts the level of excellence with which Allah made his Prophet (PBUH). This article is an attempt to sketch the beauty of the Holy Prophet (PBUH) in the context of the Quran.

Key words: Prophet, sketches, beauty, Quran

کائنات جمال و حسن کا مرقع ہے۔ چاروں طرف اللہ کی قدرت کی نشانیاں تو نظر آتی ہی ہیں ان نشانیوں میں جمال بھی کمال کا عیاں ہوتا ہے۔ کائنات کے پیدا کرنے والے نے جب کائنات کو تخلیق کیا تو حسن و جمال کی رعنائیوں سے آفاق اور

* M Phil Scholar, Department of Islamic Thought and Civilization, UMT, Lahore

* Professor/ Director Seerat Chair, UMT, Lahore

انفس کو مادی دولت عنایت فرمائی۔ جب انسان اس خالق کی مادی اور غیر مادی اشیاء کے حسن وجمال میں کھو جاتا ہے تو اس کے دل ودماغ میں وہی سمار ہتا ہے۔

انسان جب اس بات کو سوچتا ہے کہ انسانیت کی مادی ضروریات کے ساتھ ساتھ جب اس کی روحانی ضروریات کی تکمیل کے لئے انبیاء ورسل کا سلسلہ شروع کیا گیا تو رب کائنات نے اپنے انبیاء کو خوبیوں کا مرقع اور کامل ترین ہی بنایا تھا۔ ظاہری شکل وشبہات اور وقار میں بھی کامل ترین ہی بنایا۔ جب حسن وجمال کی بات کرتے ہیں تو مختلف مفکرین، علماء، عالم اور حکماء اپنے اپنے نقطہ نظر سے حسن وجمال کی تشریح وتعبیر کرتے ہیں۔ سقراط نے حکمت انسانیت میں حسن وجمال کو ڈھونڈا تو کہیں افلاطون نے اپنی مثالی جمہوریت میں حسن وجمال کی تعریف کی۔ جب شعراء کی طرف نظر دوڑائیں تو شاعری میں میں کائنات کا حسن وجمال بیان کیا گیا اور کہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی حسن وجمال کو اپنی شاعری کے ذریعے پیش کیا گیا ۔ادیب کے قلم تلے دیکھا تو باری تعالی کی حمد وثناء کے ساتھ ساتھ جمال انبیاء کو پنہاں پایا۔

انبیاء ورسل کے حسن وجمال کو بغور مطالعہ دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کے جمال وکمال کو اعلیٰ ترین پایا۔ اللہ کا یہ بھی دستور رہا ہے کہ انسانی نفسیات کے تقاضوں کے مطابق روحانی خوبیوں کے ساتھ ظاہری شبہات میں بھی اپنے نبی مکرم ہادی دوجہاں ،ﷺ کو جمال ووقار عطا فرمایا کہ عام دستور ہے کہ لوگوں کی شکل وصورت سے پہلے واقفیت ہوتی ہے بعد میں انکی خوبیوں اور معاملات سے واسطہ پڑتا ہے۔ سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ رب العزت نے جس طرح کمال سیرت میں سب سے منفرد ویکتا بنایا اسی طرح حسن وصورت میں بھی آپ ﷺ کو بے مثال پیدا فرمایا۔ آپ ﷺ ظاہری وباطنی حسن وجمال کے اس درجہ کمال پر فائز ہیں کہ جہاں سے ہر حسین کو آپ ﷺ کے حسن کی خیرات مل رہی ہے۔

جب یہ بات مسلم ہے کہ آپ ﷺ کے حسن صورت میں علمی وعملی اور ہمہ جہتی کمالات میں کسی بھی قسم کا نقص کا تصور وہ کر سکتا ہے جس کے نزدیک یا تو عطا کرنے والا یا لینے والے میں قبولیت کی استعداد نہ ہو۔ جب عطا کرنے والے کے ہاں نعمتوں کی کوئی انتہا نہ ہو اور لینے والے میں استعداد کی کوئی کمی نہ ہو تو نقص کا شائبہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر دنیا بھر کے درختوں کو قلم بنا دیا جائے، سمندروں اور دریاؤں کے پانیوں کو روشنائیوں میں تبدیل کر دیا جائے انسانوں کے ساتھ جنات مل جائیں اور سب مل کر محمد ﷺ کے حسن وجمال کی عظمتوں اور تابانیوں کو احاطہ تحریر میں لانا چاہیں تو فنا ہو جائیں، روشنائی ختم ہو جائے مگر یہ ممکن نہیں کہ آپ ﷺ کی صورت وسیرت کے کمال کا حق ادا ہو جائے۔

نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ ﷺ حسن وجمال کا ایسا بے مثال مرقع تھے جس کی نظیر کائنات میں نہیں ملتی۔ آپ ﷺ کے حسن وجمال کی شہادتیں خدائے کائنات نے کتابِ کائنات قرآن مجید میں دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن کا ایک ایک عکس اللہ نے قرآن میں نازل فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کی تابناکی اور خوشنمائی کا تذکرہ قرآن میں اس طرح سے کیا گیا ہے

وَالضُّحٰی ‎ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی [1]

اور قسم ہے سورج کے چمکنے کی اور رات کی جب وہ چھا جائے۔

اللہ جل جلالہ نے سورج سے اپنے نبی کو تشبیہ دی جس طرح سورج کے طلوع ہونے سے اندھیرے چھٹ جاتے اسی طرح نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں آنے سے ظلمت وغفلت کے بادل دور ہو گئے۔

حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی اسی آیت کے تحت اکابر مفسرین کے اقوال نقل کرتے ہوئے تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں:

بعض مفسرین چنین گفتہ اند کہ مراد از ضحیٰ روز ولادت پیغمبر است وامر اد از لیل موئے او کہ در سیاہی ہمچو شب است وبعضے گویند کہ مراد از ضحیٰ نور علی است کہ آنجناب رادادہ بودند وسب آں پردہ نشیناں عالم غیب[2]

"بعض مفسرین نے کہا ہے کہ ضحیٰ سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہ ولادت باسعادت کا دن اور لیل سے شب معراج مراد ہے اور بعض نے فرمایا کہ ضحیٰ سے مراد آپ کا رخ زیبا اور لیل سے مراد زلف عنبرین ہے۔ بعض کی رائے یہ کہ ضحیٰ سے مراد وہ نور علم ہے جس کے سبب سے عالم غیب مخفی اسرار ورموز بے نقاب ہوتے ہیں اور لیل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عفو و درگزر ہے جس نے امت کے عیبوں کو چھپائے رکھا ہے۔ بعض بزرگوں کا ارشاد یہ ہے کہ ضحیٰ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری احوال ہیں جن سے مخلوق آگاہ ہے اور لیل سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا باطن ہے جن کو سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا"

حسن کی اتمم و کامل صورت نورِ الہیٰ ہے۔ قرآن نے آپ ﷺ کے جمالیاتی محاسن اور کاملیت یوں بھی بیان کی کہ آپ ﷺ کو نور قرار دیا۔ قرآن میں ارشاد ہے

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ[3] بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور ایک ایسی کتاب آئی ہے جو واضح بیان کرنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو نورِ نبوت اور رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ روایات میں ہے کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کا نور تخلیق کیا گیا۔[4] احادیثِ متواترہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے چہرہ اور جسم میں نور بھی رکھا تھا، چنانچہ آپ سب سے حسین اور منور چہرہ والے تھے۔ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ[5]

اور جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بات پر مسرور ہوتے تو چہرہ مبارک چمک اٹھتا، ایسا معلوم ہوتا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی کو ہم اسی سے پہچان جاتے تھے۔

قاضی عیاض کے نزدیک اللہ نے قرآن میں آپ ﷺ کا نام "سِرَاجًا مُّنِيْرًا" رکھا۔ کیونکہ آپ ﷺ کا حکم روشن اور آپ ﷺ کی نبوت ظاہر ہے اور آپ ﷺ مسلمانوں اور عارفوں کے دلوں کو جو آپ ﷺ لائے ہیں، اس سے منور فرماتے ہیں۔"[6]

حضور کا چہرہ مبارک سب سے حسین و جمیل پر کشش، نورانی جاذب نظر، نہایت روش، شگفتہ اور شاداب تھا۔ نبی کریم ﷺ کا جو صحابی آپ ﷺ کا دیدار کرتا وہ آپ ﷺ کے حسن و جمال کا اسیر ہو جاتا۔

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَرْبُوعًا، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، عَظِيمَ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ، عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ، مَا رَأَيْتُ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ[7]

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مونڈھوں میں زیادہ فاصلہ تھا (یعنی سینہ چوڑا تھا) بال بہت تھے کانوں کی لو تک، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرخ جوڑا پہنے تھے۔ میں نے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت نہیں دیکھا۔

آپ ﷺ کا حسن ایسا بے داغ تھا کہ آپ ﷺ کے دیدار کے بعد صحابہ کی نظر میں کوئی نہ جچتا تھا۔

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ ، قَالَ: " رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ رَجُلٌ رَآهُ غَيْرِي، قَالَ، فَقُلْتُ لَهُ: فَكَيْفَ رَأَيْتَهُ؟ قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ، مَلِيحًا، مُقَصَّدًا[8]

سیدنا ابو الطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور اب کوئی زمین پر سوائے میرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والوں میں کوئی نہیں رہا، جریری نے کہا: میں نے پوچھا: تم نے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے تھے؟ انھوں نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید رنگ تھے نمکینی کے ساتھ میانہ قد تھے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَى[9]

"قسم ہے روشن ستارے کی جب وہ اترا"

یہاں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم کی ذات کو ستارے سے تشبیہ دی ہے۔ ھوی کے اگرچہ معانی میں نزول کے ساتھ ساتھ عروج وصعود بھی ہے۔ النجم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ھوی سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا لا مکاں تک لے جانا مراد ہے۔ یعنی لفظ ھوی کے وسیع مفہوم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے اور جانے کی قسم اٹھائی گئی ہے۔ یہ بھی مروی ہے کہ نجم سے مراد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب اطہر ہے۔[10]

اس کا استدلال اس آیت ربانی سے ہوتا ہے، قرآن کریم فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۔ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۔ النَّجْمُ الثَّاقِبُ[11]

قسم ہے آسمان کی اور اس چیز کی جو رات کر آتی ہے۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ رات کو آنے والی کیا ہے۔ وہ ایک چمکتا ہوا تارا ہے۔

اس میں بھی النجم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ العرض قران مختلف انداز میں بھی تمثیل تشبیہ سے ، کبھی رموز واشارہ سے، کبھی کنایہ ومجاز سے اور کبھی صراحت وضاحت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وسراپا اور نور مجسم کا ذکر کرتا ہے تاکہ آپ کی شخصی عظمت کا پہلو خوب اجاگر ہو، اسی انداز کو اختیار کرکے قرآن نے عقلی اور تعلیماتی پہلو کی بجائے جناب رسالت مآب کے جمالیاتی پہلو کو خوب نمایاں کیا ہے۔ اس سارے عمل سے مقصود ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کے تذکرے ہو جائے اور اہل ایمان کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا داعیہ پیدا ہو جائے اور محبوب کی تقلید واتباع سے مشام جان لذت وچاہت کی چاشنی محسوس ہو۔

اللہ تبارک وتعالی نے قرآن مجید میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی قسم کھائی ہے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ[12]

اے محبوب تمہاری زندگی کی قسم یہ اپنی طاقت کے نشے میں بھٹک رہے ہیں۔

قاضی ابو بکر العربی فرماتے ہیں:

قَالَ الْمُفَسِّرُونَ بِأَجْمَعِهِمْ: أَقْسَمَ اللَّهُ هُنَا بِحَيَاةِ مُحَمَّدٍ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَشْرِيفًا لَهُ[13]

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ شرف رفیع کے پیش نظر اللہ رب العزت نے اس آیت مبارکہ میں آپ کی پوری زندگی کی قسم کھائی ہے کسی بھی کتاب کے زبور، تورات، انجیل میں یہ ثابت نہیں ہوا کہ اللہ کی ذات نے کسی کی قسم کھائی ہو۔

اغیار کی طعنہ زنی اور ہرزہ سرائی سے رحمت خداوندی نے جوش مارا اور اللہ تبارک وتعالی نے اپنے حبیب کے چہرہ مبارک اور زلفان مقدس کی قسم کھا کر یقین دلایا کہ اے محبوب تجھے چھوڑنے اور تجھ سے روٹھنے کا تصور نہیں کر سکتا۔ اس محبت نے دشمنوں کو شرمسار کر دیا اور رسول کے قلب اطہر کو تسلی عطا کر دی۔

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى[14]

نہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا ہے اور ناراض ہوا ہے۔

قرآن کریم میں حبیبِ خدا کی توصیف وثناء ہی نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمالِ بے مثال کی توصیف وبیان بھی موجود ہے جسے اکٹھا کیا جائے تو جمالِ مصطفیٰ کا ایک نقشہ سامنے آتا ہے۔ اور پھر اس نقشہ پر وہ احادیث وبیانات مہر تصدیق ثبت کرتے ہیں جو صحابہ کرام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن وجمال کے بارے میں دیے۔ ذیل میں جمالِ مصطفیٰ کا خاکہ قرآن مجید کی روشنی میں پیش کرنے کی کاوش کی گئی ہے: خدائے بزرگ وبرتر نے کائنات کو نعمتیں بیان کیں تو ان نعمتوں میں انسان کی عمدہ و کامل صورت کا بھی ذکر کیا جیسا کہ ارشاد ہے

اَللّٰہُ الَّذِیۡ جَعَلَ لَکُمُ الۡاَرۡضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَکُمۡ فَاَحۡسَنَ صُوَرَکُمۡ[15]

اللہ ہی ہے جس نے تمھارے لیے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ بنایا اور آسمان کو چھت بنایا اور تمھارا نقشہ بنایا پس عمدہ نقشہ بنایا۔

انسان کو رب تعالیٰ نے نہایت ہی ارفع، اعلیٰ اور عمدہ ہیئت میں بنایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ[16]

اس نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا ہے اور اس نے تمہاری صورت بنائی اور بہت عمدہ بنائی۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ[17]

یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا۔

ان آیات کو عمومی معانی دیکھا جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ انسان سے مخاطب ہے لیکن قرآن کے الفاظ "فاحسن صورکم" اور "احسن تقویم" کا اول مخاطب نبی کائنات محمد ﷺ ہیں۔ جنہیں "احسن میں سے بھی احسن ترین ہونے کا شرف حاصل ہے کیونکہ آپ ﷺ بنی آدم کے سردار ہیں۔[18] چنانچہ آپ ﷺ صرف معنوی لحاظ سے نہیں بلکہ صوری لحاظ سے بھی سردار اور ارفع ہیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے نہ صرف نبی کریم ﷺ کے احسن الصور اور احسن تقویم ہونے کا ذکر کیا بلکہ آپ ﷺ کے بدنی اعضائے مبارک کا بھی بیان فرمایا جن سے سراپائے مصطفیٰ کا ایک نقشہ ذہن میں مجسم ہو تا رہتا ہے۔ ان اعضائے مبارکہ کا ذکر مختلف سیاق و سباق میں کیا گیا ہے۔ کبھی ان کا ذکر خیر کسی واقعہ کے تناظر میں ہے، کہیں آپ ﷺ کے حسن و شان کا بیان ہے، کہیں آپ ﷺ کو ہدایت و احکامات ودیعت فرماتے ہوئے ذکر ہے۔ لیکن قرآن حکیم میں جہاں بھی آپ ﷺ کے بدن مبارک کے اجزء یعنی چشم مبارک، سینہ مبارک وغیرہ کا ذکر آیا، ہر مقام پر آپ ﷺ کا شان و مقام عیاں ہو رہا ہے۔

روئے مبارک

نبی کریم ﷺ کا روئے روشن بے حد حسین و جمیل تھا۔ آپ ﷺ سراسر نور تھے اور آپ ﷺ کا چہرہ اس نور سے چمکتا تھا۔ آپ ﷺ کا چہرہ زیادہ لمبا نہ تھا بلکہ سورج اور چاند کی طرح گول اور روشن تھا۔[19] قرآن مجید میں آپ ﷺ کے چہرے کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاۗءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىھَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ[20]

بیشک ہم دیکھتے ہیں بار بار اٹھنا تیرے منہ کا آسمان کی طرف، سو البتہ پھیریں گے ہم تجھ کو جس قبلہ کی طرف تو راضی ہے اب پھیر منہ اپنا طرف مسجد الحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اس کی

طرف، اور جن کو ملی ہے کتاب البتہ جانتے ہیں کہ یہی ٹھیک ہے ان کے رب کی طرف سے اور اللہ بے خبر نہیں ان کاموں سے جو وہ کرتے ہیں۔

اس آیت میں آپ ﷺ کے روئے مبارک کا ذکر کیا گیا ہے۔ انسان کی فطرت ہے کہ جب کوئی خواہش ہو تو آسمان کی طرف چہرہ اٹھا کر اسے خدا تعالیٰ سے طلب کرتا ہے۔ یہاں آپ ﷺ کا روئے مبارک آسمان کی طرف اٹھانا بھی آپ ﷺ ایک خواہش کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ مسجدِ حرام کی طرف ہو جائے۔ چنانچہ رب کائنات نے آپ ﷺ کی خواہش کی بناء پر اس آیت میں تحویلِ قبلہ کی اجازت مرحمت فرمادی۔ یہاں اگر چہرہ اٹھانا استعارتاً بھی استعمال کیا گیا ہو تاتب بھی آپ ﷺ کے چہرہ کی یہ شان واضح ہو رہی ہے کہ رخِ روشن جب استقبالِ کعبہ کے شوق وانتظار میں اٹھایا گیا تو رحمتِ الٰہی نے مکانِ مسجود (سجدہ کرنے کا مقام) ہی تبدیل کر دیا۔

"فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" یعنی چونکہ ہم آپ کے سرپرست اور مددگار ہیں اس لئے ہم ضرور آپ کا منہ پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس کو آپ پسند کرتے ہیں اور وہ ہے کعبہ شریف۔ اس آیت کریمہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شرف وفضیلت کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے پسندیدہ امر کے مطابق حکم نازل کرنے میں جلدی فرمائی نیز مزید کئی حکمتیں تھیں آپ ﷺ کے قلبِ نورانی میں یہ خواہش پیدا ہو گئی۔ یہ آپ ﷺ کے روئے مبارک اور وجودِ مبارک کی برکت تھی کہ قبلہ مسجدِ اقصیٰ سے مسجدِ حرام بدل دیا گیا۔

قلبِ مبارک

قلب انسان کے اندر وہ مرکزی چیز اور اشرف مقام ہے جو معنوی چیزوں کو قبول کرنے اور ان کو محفوظ رکھنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دماغ یاد رکھنے کا ایک آلہ ہے جبکہ دل احساسات وجذبات محفوظ رکھنے کا مقام ہے۔ آپ ﷺ قلبِ مبارک ایسی شان کا حامل ہے جو بے نظیر ہے کیونکہ اس پر وہ کلام پاک نازل ہوا جو اگر پہاڑوں پر نازل کیا جاتا تو وہ ریزی ریزی ہو جاتے۔ سورہ شعراء میں ارشاد ہے:

> وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ، نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ، عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ[21]
>
> بلاشبہ یہ (قرآن) رب العالمین کا نازل کردہ ہے۔ جسے روح الامین لے کر آپ کے دل پر نازل ہوئے تاکہ آپ ڈرانے والوں میں شامل ہو جائیں۔

چنانچہ رسولِ اُمی ﷺ کا علم براہ راست اللہ کی طرف سے تھا اور اس کا نزول ان کے قلب طاہر پر ہوا۔ پیغمبر کے قلب مصفّٰی پر وحی کے نزول کا مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل وحی کو براہ راست آپ کے دل پر اتارتے تھے اس طور سے کہ آپ کے لوح دل پر اس کا ایک ایک لفظ مرتسم (نقش) ہو جاتا تھا۔ اس لیے اس میں بھول چوک کا سرے سے امکان ہی نہیں ہے۔ اسی طرح سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ

> قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ[22]

آپ فرمادیجیے کہ جو شخص دشمن ہو جبریل کا سو اس نے اتارا ہے قرآن تمہارے قلب پر اللہ کے حکم سے جو تصدیق کرنیوالا ہے اس کتاب کی جو اس سے پہلے ہے اور ہدایت ہے اور بشارت ہے ایمان والوں کے لیے۔

اس آیت سے نبی اکرم ﷺ کے علوم و معارف اور دوسرے لوگوں کے علوم کا فرق بھی واضح ہوتا ہے کہ دوسرے لوگوں کی تعلیم کا آغاز حروف والفاظ کے سیکھنے سکھانے سے ہوتا ہے۔ اور ایک عمر لگانے کے بعد کہیں جا کر اصل حقائق تک رسائی حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ دل و دماغ میں اترتے ہیں۔ جبکہ پیغمبر کے علوم کا آغاز ہی براہ راست رب کائنات کی طرف سے ان کے دل پر القا کی صورت میں ہوا۔ اس سے آپ ﷺ کے قلب مبارک کی شان وعظمت واضح ہوتا ہے۔

زبان مبارک

آپ ﷺ کی زبان مبارک کا ذکر مبارک یوں کیا گیا:

فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ[23]

سو حقیقت یہی ہے کہ ہم نے اسے تیری زبان میں آسان کر دیا، تا کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ[24]

تو اس کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دے، تا کہ اسے جلدی حاصل کرلے۔

آپ ﷺ کی زبان وہ مبارک و پر اثر زبان تھی جس کے ذریعے وحی جاری کی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن آپ ﷺ کی زبان مبارک پر آسان تر کر دیا گیا۔ ڈاکٹر طاہر مصطفیٰ اپنی کتاب فلسفہ اسمائے رسول میں مندرجہ بالا آیات کے حوالے سے رقم طراز ہیں "دونوں مقامات پر زبان مبارک کے وجود کا اثبات، ایک طرف آپ ﷺ کے جسدِ خاکی کا اکرام ظاہر کرتا ہے اور دوسری طرف مخاطبین کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ آپ ﷺ کی تخلیقی تقویم انہی لوازم کے ساتھ تھی جو نوعِ بشری کے لیے عام ہیں اور ان کے 'احسن' ہونے کا خالق نے وعدہ کیا ہے۔"[25]

رب العزت نے آپ کی زبان کی بھی گواہی دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صرف اور صرف سچائی ہی نکلی ہے اور اللہ کے احکامات اور فرامین ہی جاری ہوئے ہیں۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى ۔ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ[26]

اور وہ کوئی بات بھی اپنی طرف سے نہیں کرتے۔ مگر وہ جو ان پہ وحی کی جاتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالی اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے جانے والے لفظ کی تصدیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبی محترم نے آج تک اپنی مرضی نہیں کی بلکہ ہر وہ لفظ ادا کیا جسکا مالک دوجہاں نے انہیں حکم دیا۔ یہاں اللہ رب العزت نے یہ قرآن وحدیث کی تصدیق کی ہے کہ وحی متلو اور غیر متلو ہماری طرف سے ہی نازل کی گئی ہے۔

یہ کتنی عظیم بات ہے کہ خدا نے اپنے کلام کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے تعبیر فرمایا، پھر قرآن نے ذہن انسانی سے اس خلیجان کو رفع کرنے کے لئے انسان ہونے کے ناطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو انسانی کلام پہ محمول نہ

کیا جائے۔ اللہ رب العزت نے واضح فرمایا کہ میرا نبی خواہشات نفس سے ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لاتا بلکہ جو کہتا ہے اللہ رب العزت کی طرف سے وحی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بول چال اور گفتگو کا ذکر بھی کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ [27] بے شک یہ بزرگی وعظمت والے رسول کا فرمان ہے۔

ان آیات سے نبویانہ شمائل وجمال ظاہر ہوتا ہے کہ زبان نبوی ﷺ کو سہل ترین، شیریں ترین، رواں، عظیم ترین اور اثر انگیز بنایا گیا۔

چشم مبارک

قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالی نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس چشمان کا بیان کیا جو اپنے حوصلے، اعتماد، ہمت اور عزمِ یقین کے باعث اس ارشاد ربانی کا مصداق ٹھہری ہیں:

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى [28]

جبکہ اس سدرہ پر چھا رہا تھا جو (نور) چھا رہا تھا۔ نہ (اس کی) نظر چندھیائی اور نہ حد سے نکل گئی۔

جب نبی اکرم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے تو خدائے بزرگ وبرتر کی شان عظیمی کے بہت سے نظارے ملاحظہ فرمائے۔ سدرہ کے مقام پر جب نور نے ہر اک چیز کو ڈھانپ لیا تو آپ ﷺ کی چشم مبارک اس میں نہ چندھیائی بلکہ بحکمِ الٰہی ان جلوہ گریوں کا مشاہدہ کیا۔ پیغمبر کی نگاہیں ٹھیک ٹھیک ان چیزوں پر جمی رہیں جو اللہ تعالی نے آپ کو دکھائیں اور آپ نے ان چیزوں کو نگاہوں کی صحت کے ساتھ دیکھا۔ آپ کو نہ نظر کا دھوکا ہوا اور نہ نگاہیں منتشر ہوئیں بلکہ یکسوئی کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ یہ آیت آپ ﷺ کی چشم مبارک کی نورانیت اور بصارت مبارک کی کاملیت کی شاہد ہے۔

حضرت سہیل بن عبد اللہ اسی مشاہدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

لم یرجع رسول اللہ صلی اللہ علي وسلم إلی شاهد نفسه والی مشاهد تھا وانما کان مشاهد ارب تعالی لیشاهد ما یظھر علیه من الصفات التی اواجبت الثبوت في ذالک المثل [29]

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے مشاہدے میں اس اسطرح مستغرق ہوئے کے سوائے ذات باری تعالی اور صفات الہیہ کے کسی طرف متوجہ نہ ہوئے "

قرآن آگے چل کر خود رویت باری تعالیٰ کے باب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال بصارت کا ذکر یوں کرتا ہے:

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى [30]

یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت شناس حد درجہ وسعت وطاقت کی کمال کی حامل تھی کہ شب معراج مشاہد حق کے وقت وہ کمال سخن کے ساتھ ساتھ مشاہدِ جمال رہی۔

گوشِ مبارک

آپ ﷺ کے مبارک کانوں کا ذکر بھی قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ سورہ توبہ میں منافقوں کے حوالے سے ارشاد ہے:

وَمِنۡهُمُ الَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ النَّبِىَّ وَيَقُوۡلُوۡنَ هُوَ اُذُنٌ‌ ؕ قُلۡ اُذُنُ خَيۡرٍ لَّـكُمۡ يُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَيُؤۡمِنُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ‌ ؕ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡذُوۡنَ رَسُوۡلَ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ[31]

ان میں سے وہ بھی ہیں جو پیغمبر کو ایذا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کان کا کچا ہے، آپ کہہ دیجئے کہ وہ کان تمہارے بھلے کے لئے ہیں، وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور مسلمانوں کی بات کا یقین کرتا ہے اور تم میں سے جو اہل ایمان ہیں یہ ان کے لئے رحمت ہے، رسول اللہ ﷺ کو جو لوگ ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اس آیت میں منافقین کے نبی اکرم ﷺ کو کانوں کا کچا کہہ کر ایذا دینے کا ذکر ہے۔ عربی زبان میں "اُذُنٌ ؕ قُلۡ "اسے کہا جاتا ہے جو کہ ہر ایک کی بات کان لگا کر سنتا ہو اور سنی ہوئے بات پر یقین کر لیتا ہو۔ منافقین کے مذکورہ بالا جملے کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ سب سے پہلے کان لگا کر جو بات سنتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحی ہے جو در حقیقت تم سب لوگوں کی بھلائی کے لیے نازل ہوتی ہے۔ دوسرے وہ سچے مومنوں کی بات سن کر اس پر واقعی یقین کر لیتے ہیں، کیونکہ ان کے بارے میں آپ کو یقین ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔ تیسرے وہ ان منافقوں کی بات بھی سنتے ہیں جو ظاہری طور پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ان سے دھوکا کھا جاتے ہیں، بلکہ در حقیقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفقت اور رحمت کا پیکر بنایا ہے، اس کی وجہ سے حتی الامکان وہ ہر ایک سے رحمت کا معاملہ فرماتے ہیں، چنانچہ منافقین کی باتوں کی تردید کے بجائے آپ خاموش رہتے ہیں۔ چنانچہ یہاں نبی کریم ﷺ کے گوشِ مبارک کی شان بیان کی جارہی ہے کہ اللہ کے نزدیک آپ ﷺ کے کان تمہارے لیے خیر کے کان ہیں کیونکہ آپ ﷺ سراسر رحمت و مودت ہیں۔ "اُذُنُ خَيۡرٍ "فرما کر نبی کریم ﷺ کے کانوں کو صراحتاً خیر قرار دیا گیا ہے۔

سینہ مبارکہ

نبی اکرم ﷺ کے سینہ مبارک سے متعلق ارشاد ربانی ہے: اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَكَ صَدۡرَكَ[32] کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا؟

اس آیت میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ پر اپنے فضل و کرم کا ذکر کیا ہے کہ اللہ نے نبی ﷺ کا سینہ منور کر دیا اور فراخی عطا فرمادی۔ یعنی منصب نبوت اور عظیم پیغمبرانہ مشن کی ذمہ داریوں کا بوجھ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا وہ اللہ رب العزت نے کمال لطف و شفقت سے ہلکا کر دیا تھا۔ شرح صدر کی دعا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رب العزت خود کی تھی اور مقام مصطفیٰ یہ ہے کہ خود اللہ نے اپنے حبیب کی شرح صدری کا اعلان فرمایا بلکہ رحمۃ اللعالمین کی رقت قلبی اور انتہائی مشفق ورحیم طبیعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک کا جزولاینفک تھی۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے ان الفاظ کے ساتھ ادا کیا ہے۔

وَلَوۡ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ ٱلۡقَلۡبِ لَٱنفَضُّواْ مِنۡ حَوۡلِكَ [33]

اور اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔

نیز آیت "اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ" میں شقِ صدر کی جانب بھی اشارہ ہے۔ یہ شرح و شقِ صدر ایک عظیم الشان نعمت ہے۔ یہاں نبی کریم ﷺ کے شمائل جمیلہ واضح ہیں کہ صوری و معنوی دونوں لحاظ سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک کو کشادگی عطا فرمادی گئی۔ قرآن کریم کی یہ آیات اس امر پر صراحتاً دلالت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ وہ بے نظیر اور کامل انسان ہیں جن کے بدنی اعضاء کی شان و شاہکاری اور جمال کا مختلف انداز میں بیان قرآن مجید میں کیا گیا۔

اللہ رب العزت نے جہاں اپنے پیارے محبوب کے ہر ہر نقش کا ذکر قرآن کریم میں کیا وہیں آپؐ کے ہر فعل کا ذکر بھی قرآن کی آیات سے مزین کیا، قرآن نے آپؐ کے ہر فعل کو فعل خداوندی اور حکم خداوندی سے تعبیر کیا۔ آپؐ کے افعال عالیہ میں سے ایک واقعہ اس طرح بیان ہوتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ [34]

(اے رسولؐ) بلاشبہ جو لوگ آپؐ سے بیعت کرتے ہیں فی الحقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں گویا اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے۔

اس واقعہ میں بیعت رضوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان صحابہ کرام کے بارے میں جنہوں نے دست اقدس پر بیعت کی تھی، بے شک انھوں نے نبی کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ لیکن وہ ہاتھ اللہ کا تھا۔ اسی طرح غزوہ بدر کے موقع پر جب آپؐ نے مٹھی بھر کنکریاں کفار و مشرکین کے جم غفیر کی جانب پھینکیں تو جس جس کو وہ کنکریاں لگیں ان کی نگاہ سلب ہوگئی۔ یہ فعل تو بظاہر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں صادر ہوتا ہے لیکن قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اسے خود سے منسوب کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَٰكِنَّ ٱللَّهَ رَمَىٰ [35]

(اے اللہ کے حبیبؐ) جس وقت آپؐ نے (مٹھی بھر خاک دشمن پر) پھینکی تھی گویا وہ اللہ نے پھینکی تھی۔

اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کر ہر عکس ہر رنگ اور ہر بات کو شان عطا کر دی اور قرآن مجید میں اپنے نبی کی شان وآن کو بلند کرتے ہوئے آپؐ کے متعلق لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ محبوب سبحانی ہے گویا ان کی عزت و تکریم کو ہر لحاظ سے ہر سمت سے کرنا واجب قرار دے دیا، یہاں تک کہ آپؐ کے سامنے جب بولنا ہو تو بھی ادب وآداب سکھا دیئے کہ کیسے میرے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرنی ہے اور کس قدر اس عالی قدر و بلند ہستی کے سامنے آواز رکھنی ہے، اللہ نے مومنوں کو مخاطب کرکے یہ ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ [36]

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور ان سے اس طرح زور سے بات نہ کرو
جیسے تم آپس میں بات کرتے ہو کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا قرینہ سکھایا کہ کیسے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی آواز کو آہستہ رکھنا ہے اور کس لہجے میں آپ ؐ سے بات کرنی ہے۔ اللہ رب العزت اس آیت مبارکہ کے ذریعے ہمیں یہ بات ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں میرے نبی مکرم ؐ کے شمائل اوصاف کو ہی بس ذہن میں نہیں رکھنا بلکہ ان سے ادب کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ ان سے بات کرتے ہوئے اپنی آواز کو نرم اور لہجے کو شائستہ رکھنا ہے تاکہ میرا نبی کا مقام و درجہ اہل ایمان اور باقی سب میں بھی جاگزیں ہو جائے اور وہ آپ ؐ کی ذات اقدس کی تعظیم و تکریم کو بشرح صدر اپنا شعار حیات بنالیں اور ساتھ یہ تاکید بھی کہ ہے کہ جس طرح میرے نبی کے شمائل و اوصاف خوبصورت ہیں اس طرح میرے نبی کی پیروی ہی تمہاری فلاح اور کامیابی ہو گی کیونکہ اللہ رب العزت نے آپ ؐ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔

الغرض رحمت خداوندی نے جو شمائل آپ ؐ کے بیان کئے ہیں ان کا زبان عام سے تذکرہ کرنا ناممکن ہے کیونکہ آپ ؐ کا چہرہ اقدس جس کا تذکرہ قرآن نے بھی کیا ہے تو گویا اس طرح کہ انوار دو عالم کا کوئی صحیفہ ہو، آپ ؐ کی آنکھیں اللہ رب العزت نے اس طرح سے تخلیق فرمائی ہیں کہ گویا کہ بحرین تقدس کے نگیں ہیں آپ ؐ کے عارض ہیں تو والضحیٰ کی آیت کے امین ہیں ۔آپ ؐ کے گیسو کو الہ رب العزت نے واللیل کے سائے کہا ہے، ابرو ایسے ہیں کہ گویا قوسین شب و قدر کھلے ہیں، گردن کی تعریف ایسی کہ گویا بر فرق زمین اوج ثریا پر ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ ؐ کے لب و صورت کو ایسے تخلیق کیا جیسے یاقوت کی شعاعوں میں ڈھلے ہوں، آپ ؐ کا قد مبارک ایسا کہ نبوت کے خدوخال کے معیار پر پورا اترتا ہو، اللہ نے بازووں میں وسعت ایسی دی کہ وہ توحید کی عظمت کے علم ہیں۔پلکیں ہیں کہ الفاظ رخ لوح و قلم ہیں، اللہ نے آپ ؐ کی گفتگو میں ایسی مٹھاس دی جیسے طوبیٰ کی چٹکتی ہوئی کلیاں ہوں، لہجہ ایسا یزداں کی زبان بول رہی ہو۔ آپ ؐ کا خطبہ اس طرح سے ہوتا تھا کہ گو یا سوان سے بادل اڈتے آرہے ہوں، جب قرات کرتے تو سننے والے اس طرح سے سرشار ہوتے گویا ان پر اسرار جہاں کھلتے جارہے ہوں۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت مبارک ایسے تراشے ہیں کہ گویا یاقوت کی وادی سے کوئی ہیرا تراشا گیا ہو اور اس پر شبنم گر رہی ہو، اللہ رب العزت کی کاریگری دیکھ کر دل بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ گویا کوئی موج نسیم ہے یا رنگوں کی کوئی دھنک ہے یا کوئی عکس متانت میں ٹھہرا ہوا موسم ہو۔ قرآن کریم نے آپ ؐ کے جمالیاتی پہلو کے ساتھ ساتھ تعلیماتی پہلو سے بھی آگاہی فراہم کی ہے جمالیاتی پہلو پر اس قدر روشنی ڈالی گئی تاکہ سامعین اور قارئین کے دلوں پر رقت اور کیف و سرور کی لذت حاصل ہو۔اس کی اہمیت و افادیت اور اثر انگیزی سے کوئی بھی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا۔اس لئے اہل علم کے قرآنی عظمت کے اس پہلو پر سیر حاصل تحقیق کی ہے۔ہم نے شخصیت مقدسہ کے جمالیاتی پہلوؤں کا ذکر اس لئے کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ غلامی میں منسلک ہونے کا شرف حاصل ہو سکے۔

خلاصہ بحث

محمد مصطفیٰ ﷺ صوری و معنوی ہر لحاظ سے اجمل و اکمل، احسب و انسب، احسن و افضل اور اعلیٰ و ارفع ہیں۔ آپ ﷺ کے زندہ معجزوں کی تعداد بے شمار ہے، ان میں ایک عظیم معجزہ قرآن اور حدیث کی وساطت سے آپ ﷺ کی زندگی کے ہر پہلو اور ہر گوشہ کا بہ تمام و کمال محفوظ رہنا ہے۔ خالقِ کائنات نے وحی کے ذریعے قرآن کی آیاتِ مبارکہ میں آپ ﷺ کے حسن و جمال کا بیان فرمایا تو صحابہ کرامؓ نے خلوت و جلوت، رزم و بزم، روز و شب اور سفر و حضر میں آپ ﷺ کا حسن و شان بچشم ملاحظہ فرماکر اس کی گواہی دی۔ صحابہ کرام آپ ﷺ کے روئے رخشاں و تاباں کے انوار سے اپنے قلب و نظر کو منور کرتے رہے لیکن رحلتِ نبوی کے بعد امت مسلمہ اگر آپ ﷺ کے دیدار سے چشمِ تصور میں بہرہ یاب ہونا چاہتی ہے تو قرآن اس کا بہترین وسیلہ ہے کیونکہ ربِ کائنات نے قرآن میں آپ ﷺ کی صورت و سیرت کو یوں بیان فرمادیا ہے۔

References

1 Al-Dhuhā3:1-2.
2 Shāh Abdul Aziz Dehlvī, Tafseer-e-Azizi (Karachi: SM Saeed Company, n.d), 4: 217.
3 Al-Mā'idah 5: 15-16.
4 Ashraf Ali, Maulana, Nash rut Tayyab fi Zikr un Nabi (PBUH(, Mushtaq Boo Corner, Lahore,2003, p Ṣṣ
5 Muhammad bin Ismail al-Bukharī, Al-Jamia al-Sahih, Kitab ul Manaqib, Hadith 3556.
6 Moosa Ibn Ayyāz Ibn Umer, al-Shifa Bi T'areef al-Huqūq al-Mustafa (Oman:, 1407 A.H), 1: 214.
7Muslim Ībn al-Hajāj Qusherī, Sahih Muslim, Kitab ul Fazail, Hadith: 6064.
8 Muslim, Sahih Muslim, Kitab ul Fazail, Hadith 6071
9Al-Najm 53:1.
10Qazi Ayyaz, al-Shifā, 1: 94.
11 At Tariq 86:1-3
12Al-Hijr 15:72.
13Ibne Arabi Maliki, Muhammad bin Abdullah Abu Bakar, Ahkam ul Quran, Darul Kutab Al Ilmiyah, Beirut, Lebanon, 1424 A.H/2003), 3:105.
14Al- Zhuha 93:2.
15Gāfir 40:64
16Al-Taghabun 24:3
17Al-Teen 95:4
18Muslim, Sahih Muslim, Kitab ul Fazail, Hadith: 65940.
19 Muslim, Sahih Muslim, Kitab ul Fazail, Hadith: 6084.
20Al-Baqarah 2:144.
21Al-Shuara 26:192-194
22Al-Baqarah 2:97
23Ad-Dukhān 44:58
24Al-Qiyāmah 75:1
25Dr. Muhammad Tahir Mustafa, Falsafa Asma-e-Rasool(Lahore: Al-Faisal Nashiran, 2008),135.

26Al-Najm 53:3-4.
27 Al-Hāqah 69:40.
28Al-Najm 53:17.
29 Shihāb al-Dīn Mehmood bin Abdullah Al-Hussaini l-Alusi, Rooh al-Ma’ānī (Beirut: Darul Kutb Al-Ilmiyah, 1415 A.H), 14 :52.
30Al-Najm 53:18.
31Al-Tawba 9:61.
32Al-Sharah 94:1.
33Al-e-Imrān 3:159.
34Al-Fath 48:10,
35 Al-Anfāl 8:117.
36Al-Hujurāt 49:2.